بِسْمِ

انٹرنیشنل

جنوری ۲۰۲۰ء

جمادی الاول/ جمادی الآخری ۱۴۴۱

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان۔

ہمارے عقائد

حضرت محمد مصطفیٰ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

قرآن کی کسی آیت کی نہ تلاوت منسوخ ہے اور نہ حکم

حضرت مرزا غلام احمدؒ وہ مجدد تھے، جن کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

ارشد علوی

فہرست مضامین

۱: کلامِ امام۔ ۲

۲: حضرت مسیح موعود کی تجدید ۵

۳: وفات و نزول مسیح ۸

۴: جماعت احمدیہ لاہور – ایک موازنہ ۱۶

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

www.virtualmosque.co.uk

پروگرام و اوقات

جمعہ – انگریزی 13:00

ماہانہ اجلاس – انگریزی – ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین – انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین – پنجابی 13:00

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات – ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

- مردم شماری کے فارم میں لکھو 'مسلمان فرقہ احمدیہ'۔
- مجھے چھوڑ کر تم کون سا اسلام پیش کرو گے۔
- غیر از جماعت امام اگر کلمہ گو کو کافر کہنے والے کے کافر ہونے کا اعلان کرے تو اُس کے پیچھے نماز ادا کرو۔
- احمدی کے لئے لازمی ہے کہ ہر ماہ چندہ دے۔ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ جماعت سے خارج ہے۔
- ہر احمدی کے لئے اپنی وصیت میں جماعت کے لئے ایک حصہ چھوڑنا لازمی ہے۔

عالمگیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رابطہ کے لئے ای میل۔

editor.TheLight@aaiil.uk

وقت تھا، وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

کلامِ امامؑ

از حضرت مرزا غلام احمدؒ

(ہم ایک نیا سلسلہ قسط وار حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے شروع کر رہے ہیں ۔ جس اشتہار کا یہاں ذکر ہے اُس کے لئے دسمبر ۲۰۱۹ء کا شمارہ دیکھیں۔ ادارہ)

جو کچھ اس اشتہار میں لکھا گیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اس لیکچر کی تعریف و توصیف نہ صرف جلسہ کے پریزیڈنٹ نے تمام دوسرے لیکچراروں سے بڑھ کر کی ہے جو آگے چل کر رپورٹ جلسۂ اعظم مذاہب سے نقل کی جائے گی بلکہ کئی اخبارات نے مخالف ہونے کے باوجود اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ لیکچر سب لیکچروں سے بالا رہا۔ اس بارہ میں لاہور کے مشہور و معروف انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے الفاظ بالخصوص پڑھنے کے قابل ہیں۔ جو درجِ ذیل ہیں:-

In the religious Conference of Lahore held at the Muhammadan College Building, on the 26th .,27th.and 28th.of December 1896, the following five subjects were elected as the main points to be discussed by the representatives of the various relegions.

1: The physical, moral and spiritual condition of man.

2: The state of man in the after life.

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

۲. آنحضرت ﷺ خاتم النبیّین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ :- ''اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا''، ''جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔ ''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔''

۳. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

۴. بمُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء

۵. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلِسُنت کے مُسلّمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶. ہر ایک شخص جو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: ''اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔''

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

3: The real object of the existence of man and the means of its attainment.

4: The effect of actions in the present life and the life to come.

5: The sources of Divine knowledges.

Particular interest centered in the lecture of Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, a master in the appologetics of Islam. An immense gathering of sects far and near assembled to hear the lecture, which as the Mirza himself was unable to attend in person, was head by one of his able scholars, Maulana Abdul Karim of Sialkot. The lecture on the 27th lasted about three and a half hours, and was listened to with rapt attention, though so for it dealt only with the first question. The speaker promised to treat the remaining questions if time was allowed. So the president and the executive committee reserved to extend their sitting to the 29th.

اس کا ترجمہ یہ ہے۔

جلسہ مذاہب لاہور جو ۲۶/ ۲۷/ ۲۸/ دسمبر ۱۸۹۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں منعقد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائیندوں نے مندرجہ ذیل پانچ سوالوں کا جواب دیا۔

۱۔ انسان کی جسمانی، رُوحانی اور اخلاقی حالتیں۔

۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔

۳۔ دُنیا میں انسان کی اصل غرض اور اس غرض کی تکمیل کے اسباب۔

۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دُنیا اور عاقبت میں۔

۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع اور وسیلے۔

اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غُلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی۔ جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دُور و نزدیک سے لوگوں کا ایک جمِ غفیر جمع ہو رہا تھا اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر اُن کے ایک لائق شاگرد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷/ دسمبر کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹے تک ہوتا رہا اور حاضرین نے پُوری توجّہ سے اس کو سُنا۔ لیکن ابھی صرف ایک ہی سوال ختم ہوا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سُنا دوں گا اس لئے ایگزیکٹو کمیٹی اور پریزیڈنٹ نے یہ تجویز کر لی کہ ۲۹/ کا دن بڑھا دیا جاوے۔ چنانچہ سارے مضمون کے لئے بخوشی ایک دن اور بڑھا دیا گیا۔ اور باقی مضمون بھی سامعین نے اسی ذوق وشوق سے سُنا۔

ایسا ہی پنجاب ابزرور نے اس مضمون کی تعریف و توصیف میں کالموں کے کالم بھر دیئے۔ پیسہ اخبار اور چودھویں صدی۔ صادق الاخبار اور مخبر دکن وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اس مضمون کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوئے۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب والوں نے شرمندہ ہو کر اپنے مضامین کو ناچیز سمجھا اور اس مضمون کو سب سے بالاتر مانا۔ والفضل ماشھدت بہ الاعداء۔

اب آخر میں ہم رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب سے ان احباب کے نام اور کچھ کے ریمارکس نقل کرتے ہیں جو پریزیڈنٹ جلسہ اور بعض دیگر اصحاب نے تمام لیکچراروں پر کئے۔ انہیں میں حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لیکچر کا بھی ذکر ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس لیکچر کو کس ذوق و شوق کے ساتھ سُنا گیا اور سامعین دیگر لیکچراروں اور منتظمین جلسہ کی اس کے متعلق کیا رائے تھی خلاصہ ریمارکس از رپورٹ جلسۂ اعظم لاہور۔

۱۔ مذہب سناتن دھرم۔ لیکچرار پنڈت ایشر داس صاحب

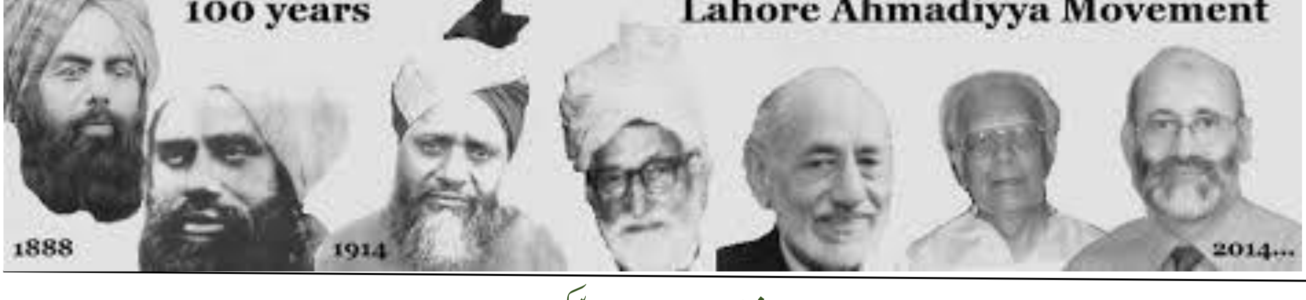

۲۔ مذہب اسلام۔ لیکچرار مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔

۳۔مذہب تھیوسافیکل سوسائٹی۔لیکچرار ۔رائے بُرودھا کنٹھ صاحب پلیڈر ۔ریمارک۔ اُردو زبان میں آپ کو محاورت نہ تھی۔انگریزی محاورہ کالفظی ترجمہ کرتے تھے۔ہر ایک فرقہ نے نہائیت ہی دلچسپی اور ذوق و شوق سے سُنا۔

۴۔ مذہب اسلام۔ لیکچرار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ ریمارک۔مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے محبت بھرے الفاظ آپ کو بہت پسند آئے ہوں گے۔میں اپنی طرف سے اور آپ صاحبان کی طرف سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

۵۔ مذہب آریہ سماج۔ لیکچرار بابو پیچا رام صاحب چیٹر جی سابق پریزیڈنٹ سکھّر۔ ریمارک پریزیڈنٹ صاحب:- بابو صاحب کی تقریر کے مذاقیہ حصّہ نے لوگوں کو بہت ہنسایا۔

۶۔مذہب فری تھنکر۔ لیکچرار۔پنڈت گوردھن داس صاحب۔

۷ ۔ مذہب اسلام۔ لیکچرار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ریمارکس:-

پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا۔اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت باقی تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔اس وقت کوئی سات آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائیٹوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔اگرچہ کُرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیاّ کئے گئے۔ لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے روٴساء، عمائدِ پنجاب، علماء وفضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر، غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے جن کو نہایت صبر و تحمّل کے ساتھ جوش سے برابر چار پانچ گھنٹے اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنا پڑا۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے ۔ لیکن حاضرین جلسہ کو اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہائیت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔

مسجد حقیقت الاسلام سورینام

ان کا ایسا فرمانا عین اہلِ جلسہ اور حاضرینِ جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت گذرنے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دیا۔حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرۂ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ یہ مضمون شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیّت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔“ (رپورٹ از صفحہ ۷۹)

عالی جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب جن کی کل کی عالمانہ تحریر سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو خوش نہ ہوا ہو اور اس نے پسند نہ کی ہو۔(رپورٹ از صفحہ ۱۵۴)

۸۔ مذہب اسلام۔لیکچرار مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی۔ریمارک پریزیڈنٹ:۔ باوجود حسبِ درخواست ایزادی وقت کے پھر بھی تقریر کے لئے نہ آئے اور حسبِ درخواست ان کا وقت مولوی محمد حسین بٹالوی کو دیا گیا۔

۹۔ مذہب سکھ ازم ۔لیکچرار سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کمیٹی لاہور۔ریمارک پریزیڈنٹ:۔ تقریر بہت ہی عام پسند اور برجستہ اور سکھ مذہب کے اصول کے مطابق مطلب خیز اور مفید تھی۔

۱۰۔ مذہب ۔ہارمونیکل سوسائٹی نظام کلی ۔ لیکچرار ماسٹر رام جی داس صاحب ایڈووکیٹ۔

۱۱۔ مذہب برہمو سماج۔ لیکچرار لالہ کانشی رام صاحب سیکرٹری برہمو سماج۔ریمارک ہر دلعزیز تقریر۔

دوسری جنگ عظیم ختم ہونے پر

جماعت احمدیہ لاہور کی برلن مسجد

۱۲۔ مذہب عیسائیت۔ لیکچرار مسٹر ماریسن صاحب جرنلسٹ۔

۱۳۔ مذہب سناتن دھرم۔ لیکچرار پنڈت گوپی ناتھ صاحب سیکرٹری۔ ریمارک:۔ بڑی دلچسپی اور محبت کے ساتھ سُنی گئی۔

۱۴۔ ہندوازم ۔ لیکچرار پنڈت بھانودت صاحب ممتحن پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ ریمارک:۔ جناب پنڈت صاحب موصوف کی تقریر جس خوبی کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

۱۵۔ توریت۔ لیکچرار منشی امام الدین صاحب فاتح الکتاب المبین۔ مصنف (پنشنر)۔ ریمارک:۔ منشی صاحب موصوف کی بعض حِصّہ تقریر سے بعض مسلمانوں نے گیلری میں شور مچایا کہ یہ شخص مسلمان نہ سمجھا جاوے جب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا قائل نہیں لیکن جناب حکیم صاحب (پریزیڈنٹ) نے فی الفور اس شور کو بند کر کے کہا کہ منشی صاحب نے رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اقرار کیا ہے۔ جس پر منشی صاحب نے اپنی جگہ پر اُٹھ کر کہہ دیا کہ وہ رسولِ عربی کی رسالت کے قائل ہیں۔

۱۶۔ آریہ سماج۔ لیکچرار ماسٹر دُرگا پرشاد صاحب پریزیڈنٹ آریہ سماج لاہور و میر مجلس کمیٹی منتظمہ جلسہ مذاہب۔

۱۷۔ سکھ ازم۔ سردار راجندر سنگھ صاحب ایڈیٹر خالصہ بہادر ۔لاہور۔ دوران تقریر میں فرمایا:۔

”وہ قرآن جس کو مرزا صاحب نے کل قابلیت سے بیان کیا اگر مسلمان اس قرآن پر اس طرح چلیں جس طرح مرزا صاحب نے بیان کیا تو پھر ان جیسا کون ہے۔“

(فہرست مضامین)

حضرت مسیح موعودؑ کے تجدیدی کارنامے اور اُنکی اہمیت۔

ارشد علوی۔ ایم بی اے (فنانس)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے مجددین کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا ہے جو کہ بہت بڑی نعمت اور ضرورت ہے۔ نبوت آنحضرتؐ پر ختم ہوگئی۔ مگر تعلق باللہ کی ضرورت ختم نہیں ہوتی جب تک کہ مخلوق باقی ہے۔

اس تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے ، لوگوں کو باخُدا بنانے کے لئے۔اِن کے دلوں سے دُنیا کی محبت کم کرنے اور آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کے لئے، خُدا کا یہ قانون ہے کہ ہر سو سال کے بعد مجدد بھیجتا ہے۔

چودھویں صدی کے مجدّد کو حضرت خاتم الانبیاءؐ کی طرف سے دو لقب عطا کئے گئے ہیں۔(۱)۔ حکم (۲)۔ عدل

حکم سے مراد ہے کہ وہ ادیان باطلہ کے مقابلے پر اسلام کی برتری کو دلائل سے ثابت کرے اور عدل ان معنوں میں کہ مختلف فرقوں میں پائے جانے والے اختلافات کو دور کرنے کے لئے اپنی خُداداد بصیرت سے فیصلہ فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں عیسائیت، ہندوازم، سکھ ازم اور آریہ سماج کے پیروکار مسلمانوں کے خلاف برسرِپیکار تھے۔ آپ نے براہینِ احمدیہ لکھ کر سب سے پہلے ایک اصولی اور کاری ضرب ان تمام مذاہب پر لگائی اور قرآنِ مجید اور نبیٔ کریمؐ کی صداقت اور حقانیت کو عقلی دلائل سے ثابت کرکے اپنے وجود کو نشان نمائی کے لئے پیش کیا اور انعامی وعدہ کے باوجود کوئی مقابل پر نہ آیا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

بعد ازاں آپ نے ہر مذہب کے بنیادی اصولوں اور عقائد پر علیحدہ علیحدہ پے در پے وار کئے۔ الوہیت مسیح کو خلافِ عقل ثابت کیا۔ اور کتاب مسیح ہندوستان میں لکھ کر قرآن شریف ، احادیث اور دوسری تاریخی شہادتوں سے مسیحؑ کی قبر کی نشاندہی بھی کر دی اور مسیحی نظریات کے ردّ کے لئے چشمۂ مسیحی ،نور القرآن ،نورالحق اور سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب جیسی بلند پایئہ کتب تصنیف فرمائیں۔

ہندووں کی مظاہر پرستی کی حقیقت کو اپنی مشہور کتاب سناتن دھرم میں ظاہر کیا اور مشرکانہ اساس سے اُٹھا کر توحیدی فکر کے قریب تر کر دیا۔ آریوں کے ردّ کے لئے آپ نے شحنۂ حق، سُرمۂ چشم آریہ اور آریہ دھرم جیسی کُتب تصنیف فرمائیں اور اُن کے بے ہودہ اعتقادات کو دلائل اور براہین سے غلط ثابت کر کے دکھایا۔

سکھوں کے لئے خصوصاً ست بچن تصنیف فرمائی اور حضرت باوا نانک صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ ثابت کیا کہ وہ ایک مسلمان ولی اللہ تھے۔

حضرت اقدسؑ کے تجدیدی کارناموں کو خلاصتاً ایک نظر میں یوں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۔۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ "ہم نے ہر قوم کے لئے ہادی بھیجے ہیں"۔ مگر مسلمانوں نے آرین اور زرد اقوام میں نبوت کے وجود کو مثبت طور پر کبھی تسلیم نہیں کیا۔ صرف اِنہی انبیأ کو تاریخی حقیقت کے طور پر مانتے رہے جو سامی الاصل تھے مگر اسلامی تاریخ میں پہلی بار حضرت مرزا صاحبؒ نے کرشن کے نبی ہونے اور گیتا کے الہامی کتاب ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام نے ہندو قوم کو جو خود بھی عظیم الشان علمی ورثہ کی مالک تھی۔ اور مسلمانوں کے رستہ میں سب سے بڑی فکری رکاوٹ تھی۔ انہیں آپ کی مثبت سوچ نے ختم کر دیا۔ یہ سوچ اپنے Content کے لحاظ سے نہ صرف ہندو مسلم اتحاد بلکہ وحدت انسانیت کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

۲۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کتاب سناتن دھرم میں ہندو مظاہر پرستی (یعنی روح یا نفس کو ہی حقیقت سمجھ لینا) کو مشرکانہ اساس سے اٹھا کر توحیدی فکر کے قریب کر دیا۔

آپ نے حق تعالیٰ کے تصور کو اِنہی الفاظ اور تشبیہات میں بیان فرمایا۔ جن میں لارڈ ارجن نے حضرت کرشن سے بصیرت عطا ہونے کے بعد حق تعالیٰ کو دیکھا تھا۔

۳۔۔ حضرت مرزا صاحبؒ مذہبی دنیا میں اس برِ صغیر میں پہلے انسان ہیں جنہوں نے زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھا اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں اپنی کتاب مباحثہ الحق دہلی میں استقراء کو استخراج پر ترجیح دی۔ (یعنی حالات اور آثار کے مطابق اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کی بجائے تحقیق اور چھان بین کرنے کے بعد ترجیح دی)۔ لاؤڈ سپیکر کو خلافِ اسلام قرار دینے والے علماء آج سارا سارا دن انہیں پر لیکچر دیتے نظر آتے ہیں۔

۴۔۔۔ مسلمان علماء کے لئے ایک عرصہ سے مصوّری ،موسیقی، خطاطی سے فنونِ لطیفہ کے جواز اور عدمِ جواز کا مسئلہ دردِ سر بنا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں اس کو بھی حل فرمایا اور لکھا کہ کوئی چیز فی نفسہٖ نہ بری ہے نہ اچھی۔۔۔۔ بلکہ کسی چیز کا استعمال اسکو حُسن یا قبیح کا درجہ دیتا ہے۔۔ اس لئے ان چیزوں کا صحیح استعمال درست اور غلط استعمال ناجائز قرار دیا جائے گا۔

۵۔۔۔ برصغیر کی دو قوموں (ہندو مسلم) میں اختلافات ختم کر کے اتحاد کے آپ نے اپنے لیکچر پیغام صلح میں یہ اصول پیش فرمایا کہ تم بد زبانی چھوڑ کر پیغمبر اسلام پر ایسا مکمل ایمان لے آؤ جیسا ہم تمہاری مقدس شخصیتوں کے بارے میں رکھتے ہیں یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور اتحاد کی ضامن ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کی مسجد پاراماریبو سرینام

۶۔۔۔ دنیا کے تمام مذاہب در حقیقت الٰہی تحریک کی مختلف کڑیاں ہیں مگر چند مقامی اور قومی خصوصیت کی وجہ سے مختلف رسوم اور خد و خال کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔لہٰذا یہ مذاہب علیحدہ علیحدہ گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ۔اس گروپ بندی کو ختم کرنے کے لئے پہلے بھی کوششیں کی گئیں مگر ان کوششوں میں نقص یہ تھا کہ یہ لوگ تمام مذاہب کو مشرکانہ اور گروہ بند خصوصیات کے ساتھ ایک مرکز پر جمع کرنا چاہتے تھے۔اور مختلف مذاہب کے درمیان منطقی رابطہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔حضرت مرزا صاحبؒ نے اس غلطی کو دہرایا نہیں بلکہ فرمایا کہ یہ رسوم اور خد و خال در حقیقت زوائید اختلافیہ (یعنی غیر ضروری اور اصل سے ہٹ کر اختلافات) کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگر ان کو مذاہب کی اصل تعلیم سے الگ کر دیا جائے تو جو کچھ باقی بچے گا وہ اصل اسلام ہو گا۔اسکا مطلب یہ ہے کہ حق تمام مذاہب میں موجود ہے۔

برلن مسجد اب

لاکھوں پاؤنڈ خرچ کر کے مرمتوں کے بعد

۷۔۔۔ وجودِ باری تعالیٰ اور حیات بعد الموت جیسے مسائل کو اگر معاشرتی ماحول سے الگ کر دیا جائے تو یہ صرف ذہنی مسئلہ بن کر رہ جاتا ہے۔اس کو بھی حضرتِ اقدسؑ نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ ان ہر دو عقائد (یعنی وجودِ باری تعالیٰ اور بعث بعد الموت) کا ہماری سماجی و معاشرتی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔کہ ہم جو اس دنیا میں کریں گے آخرت میں اُسی کا پھل ملے گا۔گویا یہ عقائید ہماری سماجی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہیں یعنی دنیا بہتر ہو گی تو آخرت خود بخود سنور جائے گی۔اس لحاظ سے حضرت مرزا صاحبؒ ساری اسلامی تاریخ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے بعث بعد الموت کا کوئی تعلق ہماری سماجی و معاشرتی زندگی کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ اور سماجی مسائل خالصتاً ہمارے زمانے کے مسائل ہیں اور انکا روحانیات سے تعلق صرف وہی قائم کر سکتا ہے جو اس بات کے لئے مامور ہو۔اور کسی کو یہ توفیق نہیں مل سکتی۔اب آخر میں صرف یہ بتانا ضروری ہے کہ ہم صرف حضرت اقدسؑ کو کیوں عام کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ جب تک انسان کا خُدا تعالیٰ سے جوڑ نہ ہو اور اس پر ایمان قائم نہ ہو ۔ بیمار دُنیا تندرست نہیں ہو سکتی ۔عقلی دلائل سے صرف اتنا ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہونا چاہئے۔آج کا انسان خُدا کو اس طرح تجربتاً محسوس کرنا چاہتا ہے جس طرح وہ سائنس کی لیبارٹری میں اشیاء کے حقائق کو معلوم کر رہا ہے۔انبیاءؑ کا یہی کام ہے کہ وہ خُدا نما ہوتے ہیں اور خُدا کے فرمودات جو اپنے کانوں سے سنتے ہیں دُنیا میں شائع کر کے خُدا کی ہستی پر ایمان قائم کر دیتے ہیں۔مسلمانوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ ختمِ نبوت کے بعد اب خُدا کا براہِ راست رابطہ انسانوں سے نہیں ہو سکتا۔یہ اعزاز صرف حضرت مرزا صاحبؒ کو اِس زمانے میں حاصل ہوا کہ انہوں نے پُکار پُکار کر کہا کہ خُدا مجھ سے بولتا ہے مجھے اس کی ہمکلامی کا شرف حاصل ہے اور جو مجھ سے تعلق رکھے وہ بھی خُدا سے ہمکلام ہو سکتا ہے اور اس کا ایمان خُدا پر چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتا ہے۔جیسا کہ آپ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ۔

ہے غضب ! کہتے ہیں اب وحیٔ خُدا مفقود ہے
اَب قیامت تک ہے اِس اُمت کا قصوں پر مدار
وہ خُدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدسؑ کی تعلیمات کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے (آمین) (فہرست مضامین)

وفاتِ مسیح اور نزول مسیح

مسئلے کی بنیادی نوعیت

واضح ہو کہ اکثر مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں اور یہ دونوں فرقے ایک مدت سے یہی گمان کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور کسی وقت آخری زمانہ میں پھر زمین پر نازل ہونگے ۔ اوران دونوں فریقوں یعنی اہل اسلام اور مسیحیوں کے بیان میں فرق صرف اتنا ہے کہ عیسائی تو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر جان دی اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ اوراپنے باپ کے دائیں ہاتھ جابیٹھے۔ اور پھر آخری زمانہ میں دُنیا کی عدالت کے لئے زمین پر آئیں گے ۔ اور کہتے ہیں کہ دُنیا کا خدا اور خالق اور مالک وہی یسوع مسیح ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ وہی ہے جو دُنیا کے اخیر میں سزا و جزا دینے کے لئے جلالی طور پر نازل ہو گا۔ تب ہر ایک آدمی جس نے اس کو یا اس کی ماں کو بھی خدا کر کے نہیں مانا، پکڑا جائے گا۔ اور جہنّم میں ڈالا جائے گا۔ جہاں رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔

مگر مسلمانوں کے مذکورہ بالا فرقے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر مرے۔ بلکہ اس وقت جب کہ یہودیوں نے ان کو مصلوب کرنے کے لئے گرفتار کیا تو خدا کا فرشتہ ان کو مع جسم عنصری آسمان پر لے گیا۔ اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور مقام ان کا دوسرا آسمان ہے۔ جہاں حضرت یحیٰی نبی یعنی یوحنا ہیں۔ اور نیز مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کا بزرگ نبی ہے۔ مگر نہ خدا ہے اور نہ خدا کا بیٹا۔ اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے منارہ کے قریب یا کسی اور جگہ اتریں گے ۔ اور امام محمد مہدی کے ساتھ مل کر، جو پہلے سے بنی فاطمہ میں سے دُنیا میں آیا ہوا ہو گا، دُنیا کی تمام غیر قوموں کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور بجز ایسے شخص کے جو بلا توقف مسلمان ہو جائے، اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ (مسیح ہندوستان میں۔ ص ۳ تا ۴)

۱) (نزول مسیح کے بارے میں بائبل کی پیش گوئی

مسیح نے اپنے دوبارہ آنے کا نشان یہ بتلایا ہے کہ اُن دنوں میں تُرت سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہیں دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے ۔ اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی۔ تب ابن آدم (یعنی مسیح) کا نشان آسمان پر ظاہر ہو گا۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے ۔ اور وہ نرسنگے کے بڑے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا۔ اور وہ اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اُس حد تک جمع کریں گے۔ جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک، بلکہ دروازے پر ہے ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہولے۔ اِس زمانہ کے لوگ گزر نہ جائیں ۔ آسمان و زمین ٹل جائیں گے ۔ پر میری باتیں ہر گز نہ ٹلیں گی۔ لیکن اس دن اور اس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا۔ جیسا نوح کے دنوں میں ہوا، ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہو گا۔ کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے، بیاہ کرتے، بیاہے جاتے تھے۔ اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا۔ اور نہ جانتے تھے جب تک طوفان آیا۔ اوان سب کو لے گیا۔ اسیطرح ابن آدم کا آنا بھی ہو گا۔ یعنی جس طرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے۔ کوئی ارضی یا سماوی حادثہ ان پر وارد نہ ہوا تھا۔ اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت آئے گا۔ اس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہو گا ۔ بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دُنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گی ۔" (دیکھو متی کی انجیل۔ باب ۲۴؛ ۲۰۷)

بائبل کا بیان تناقض سے بھرا ہے۔ حضرت مسیح نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھہرایا کہ سورج اندھیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان سے زمین پر گر جائیں ۔ جس وقت سورج اندھیرا ہو گیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی۔ تو پھر دُنیا کیونکر نوح کے زمانے کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے ؟ بھلا یہ بھی جانے دو۔ شائد دُنیا سخت مصیبت کے ساتھ گزارہ کر سکے۔ لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک بھی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دُنیا کے ہلاک کرنے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ کوئی ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے ۔ چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں۔ اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی آسیب نہ پہنچے ۔ بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہوں۔ اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں" (روحانی خزائن۔ جلد ۳۔ ص ۸۲۱ تا ۹۲۱)

۲) نزول مسیح کے بارے میں مسلمانوں کے خیالات

مسلمانوں کا، پرانے خیالات کے مطابق، جو اُن کے دلوں میں جمے ہوئے

چلے آتے ہیں ، یہ دعویٰ ہے ۔ کہ مسیح ابن مریم سچ مچ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ دھرے ہوئے آسمان سے اُترے گا ۔ اور منارۂ مشرقی دمشق کے پاس آٹھہرے گا ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ منارہ پر اُترے گا ۔ (یادرہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دمشق میں نہ تو کوئی مسجد تھی اور نہ ہی منارہ ۔ خاکسار مرتب) ۔ اور وہاں سے مسلمان لوگ زینہ کے ذریعہ سے اس کو نیچے اُتاریں گے ۔ اور فرشتے اُسی جگہ سے رُخصت ہو جائیں گے ۔ اور عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اترے گا ، یہ نہیں کہ ننگا ہو گا ۔ اور مہدی کے ساتھ ملاقات اور مزاج پرسی ہو گی ۔ اور باوجود اس قدر مدت گزرنے کے وہی پہلی عمر بتیس تینتیس کی ہو گی ۔ اس قدر گردش ماہ وسال نے اس کے جسم و عمر پر کچھ اثر نہ کیا ہو گا ۔ اس کے ناخن اور بال وغیرہ اس قدر سے نہ بڑھے ہوں گے جو آسمان پر اُٹھائے جانے کے وقت موجود تھے ۔ اور کسی قسم کا تغیّر اس کے وجود میں نہ آیا ہو گا ۔ لیکن زمین پر اتر کر پھر سلسلۂ تغیّرات کا شروع ہو گا ۔ وہ کسی قسم کا جنگ وجدل نہیں کرے گا ۔ بلکہ اس کے منہ کی ہوا میں ایسی تاثیر ہو گی کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے گی ، کافر مرتے جائیں گے ۔ یعنی اس کے دم میں یہ خاصیت ہو گی کہ زندوں کو مارے ۔ جیسی پہلے یہ خاصیت تھی کہ مُردوں کو زندہ کرے ۔ پھر ہمارے علماء اپنے اس پہلے قول کو فراموش کر کے یہ دوسرا قول ، جو اُس کا نقیض ہے ، پیش کرتے ہیں کہ وہ جنگ اور جدل بھی کرے گا ۔ اور دجال یک چشم اُس کے ہاتھ سے قتل ہو گا ۔ یہودی بھی اس کے حکم سے مارے جائیں گے ۔ پھر ایک طرف تو یہ اقرار ہے کہ مسیح موعود وہی مسیح بن مریم نبی اللہ ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی ۔ جس پر جبرائیل اترا کرتا تھا ۔ جو خدائے تعالیٰ کے بزرگ پیغمبروں میں سے ایک ہے ۔ اور دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ زمین پر آکر اپنی نبوت کا نام بھی نہیں لے گا ۔ بلکہ منصب نبوت سے معزول ہو کر آئے گا ۔ اور ہمارے نبی ﷺ کی امت میں داخل ہو کر عام مسلمانوں کی طرح شریعتِ قرانی کا پابند ہو گا ۔ نمازاوروں کے پیچھے پڑھے گا ۔ جیسے عام مسلمان پڑھا کرتے ہیں ۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ حنفی ہو گا ۔ امام اعظم صاحب کو اپنا امام سمجھے گا ۔ مگر اب تک اس بارہ میں تصریح سے بیان نہیں کیا گیا کہ چاروں سلسلوں میں سے کس سلسلہ میں داخل ہو گا ۔ آیا وہ قادری ہو گا ، یا چشتی یا سہروردی یا حضرت مجدّد سرہندی کی طرح نقشبندی ۔ غرض ان لوگوں نے عنوان میں نبوت کا خطاب جما کر جس درجہ پر پھر اس کا تنزل کیا ہے ۔ کوئی قائم الحواس ایسا کام کبھی نہیں کر سکتا ۔

پھر بعد اس کے اُس کے خاص کام ۔۔۔ یہ بتائے ہیں کہ وہ صلیب کو توڑے گا ۔ خنزیروں کو قتل کرے گا ۔ اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کو توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے ۔ اور اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ ، جن کو صلیب پرستی کی دُھن لگی ہوئی ہے ۔ اور صلیبیں بنوا نہیں سکتے اور دوسرا فقرہ ۔۔۔ کہ خنزیروں کو قتل کرے گا ۔۔۔ کیا حضرت مسیح کا زمین پر اُترنے کے بعد عُمدہ کام یہی ہو گا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں ۔ اور بہت سے کتے ساتھ ہونگے ۔ اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں س اور سانسیوں اور گنڈیلیوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں ، خوش خبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی ۔ مگر شاید عیسائیوں کو اس خنزیر کُشی سے کچھ چنداں فائدہ نہ پہنچ سکے ۔ کیونکہ عیسائی قوم نے خنزیر کے شکار کو پہلے ہی کمال تک پہنچا رکھا ہے ۔۔۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی اللہ کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ وہ دُنیا میں اصلاح خلق کے لئے تو آوے مگر پھر اپنے اوقاتِ عزیز ایک مکروہ جانور ، خنزیز کے شکار میں ضائع کرے ۔ حالانکہ توریت کی رو سے خنزیر کو چھونا بھی سخت معصیت میں داخل ہے ۔۔۔ اور اگر حضرت مسیح کو شکار ہی کی طرف رغبت ہو گی ۔۔۔ تو کیا پاک جانور جیسے ہرن اور گورخر اور خرگوش دُنیا میں کچھ کم ہیں ۔ تا ایک ناپاک جانور کے خون سے ہاتھ آلودہ کریں میں نے وہ تمام خاکہ جو میری قوم نے مسیح کے اُن سوانح کا کھینچ رکھا ہے جو وہ دوبارہ زمین پر اُترنے کے بعد ان پر گزریں گے ، پیش کر دیا ہے ۔ عقلمند لوگ اس پر غور کریں کہ کہاں تک اس میں خلاف قانونِ قدرت باتیں ہیں ۔ کہاں تک اس میں اجتماعِ نقیضین موجود ہے ۔ کہاں تک یہ شانِ نبوت سے بعید ہے ۔ لیکن اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام ذخیرہ رطب ویابس کا صحیحین میں نہیں ۔ امام محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارہ میں اشارہ تک بھی نہیں کیا ۔ کہ یہ مسیح آنے والا در حقیقت اور سچ مچ وہی پہلا مسیح ہو گا ۔ بلکہ انہوں نے دو حدیثیں آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایسی لکھی ہیں جنہوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور ۔ (اس پر مفصل بحث آگے آئے گی ۔ خاکسار مرتب) ۔

ایک اور قابل توجّہ بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کی ضد تو اس بات پر ہے کہ ابن مریم کے اُترنے کے بارے میں جو حدیث ہے اس کو حقیقت پر حمل کرنا چاہیئے ۔ لیکن ان کے بعض عقلمندوں سے جب اس حدیث کے معنی پوچھے جائیں کہ ابن مریم اترے گا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا ۔ تو ۔۔۔ صلیب اور خنزیر کے بارے میں کچھ دبی زبان سے ہماری طرح استعارہ اور مجاز سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں ۔ پس وہ لوگ

اپنی اس کارروائی سے خود ملزم ٹھہرتے ہیں۔ کیوں کہ اس صورت میں اُن پر حجّت وارد ہوتی ہے ۔ کہ تین لفظوں میں سے جو (۱) ابن مریم کا اُترنا۔ (۲) صلیب کا توڑنا۔ (۳) خنزیروں کا قتل کرنا۔ ہے۔ دو لفظوں کی نسبت تو تم آپ ہی قائل ہو کہ بطور استعارہ ان سے اور معنی مراد ہیں ۔ تو پھر تیسرا کلمہ جو ابن مریم کا اُترنا ہے ۔ کیوں اس میں بھی بطور استعارہ کوئی اور شخص مراد نہیں ;" (ازالہ اوہام۔ ص ۶۱ تا ۸۱۔ جدید آفسیٹ ایڈیشن)

نزول مسیح موعود وظہور مہدی معہود وقت اور تاریخ (حسبِ اَقوال اکابر سَلف وخلف)

مولوی سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "آثار القیامۃ" کے صفحہ ۵۹۳ میں بتصریح لکھا ہے کہ:

۱) (ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ اور خروج دجّال ایک ہی صدی میں ہو گا۔۔۔

۲) امام جعفر صادق کی یہ پیشگوئی تھی کہ دو سو ہجری (۲۰۰ھ) میں مہدی ظہور فرمائیں گے۔ لیکن وہ برس تو گذر گئے اور مہدی ظاہر نہ ہوا۔۔۔

۳) اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ الآیات بعد الماء تین یعنی بارہ سو برس گزرنے کے بعد یہ علامات شروع ہو جائیں گی۔ اور مہدی، مسیح اور دجّال کے نکلنے کا وقت آجائے گا۔۔۔

۴) ابو قبیل کا قول ہے کہ بارہ سو چار (۱۲۰۴ھ) میں مہدی کا ظہور ہو گا۔ لیکن یہ قول بھی صحیح نہ نکلا۔۔۔

۵) شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی۔۔۔ کو تاریخ ظہور مہدی کشفی طور پر "چراغ دین" کے لفظ میں بحساب جمل منجانب اللہ معلوم ہوئے تھے۔ یعنی ۱۲۶۸ھ۔۔۔ یہ سال بھی گذر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کا یہ کشف یا الہام صحیح نہ تھا۔۔۔

۶) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے "رسالہ سیف مسلول"۔۔۔ میں لکھا ہے کہ علماء ظاہری اور باطنی کا اپنے ظنّ اور تخمین سے اس بات پر اتفاق ہے کہ تیرھویں صدی کے اوائل میں ظہور مہدی ہو گا۔۔۔

۷) بعض مشاءخ اپنے کشف سے یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ مہدی کا ظہور بارہ سو برس سے پیچھے ہو گا۔ اور تیرھویں صدی سے تجاوز نہیں کرے گا۔۔۔ (لیکن) یہ سال تو گزر گئے اور تیرھویں صدی سے صرف دس برس رہ گئے۔ اور اب تک نہ مہدی نہ عیسیٰ دُنیا میں آئے۔ یہ کیا ہوا؟

۸) قرائن یہ ہیں کہ تیرھویں صدی میں دجّالی فتنے بہت ظہور میں آگئے ہیں۔ اوراندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح نمودار ہو رہے ہیں۔ اوراس تیرھویں صدی کا فتن وآفات کا مجموعہ ہونا ایک ایسا امر ہے کی چھوٹے بڑے کی زبان پر جاری ہے۔ یہاں تک کہ جب ہم بچے تھے تو بڈھی عورتوں سے سنتے تھے کہ حیوانات نے بھی تیرھویں صدی سے پناہ مانگی ہے۔۔۔ ہر چند یہ مضمون کسی صحیح حدیث سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔۔

۹) سو اگرچہ مکاشفات مشاءخ کے پورے بھروسہ کے لائق نہیں۔ کیونکہ کشف میں خطا کا احتمال بہت ہے۔ لیکن کہہ سکتے ہیں کہ اب وہ وقت قریب ہے۔ جو مہدی اور عیسیٰ کا ظہور ہو۔ کیونکہ

(الف) امارات صغریٰ بجمیع ھا وقوع میں آگئی ہیں

(ب) اور عالم میں ایک تغیّر پایا جاتا ہے اور

(ج) اہل عالم کی حالت نہایت درجہ بدل گئی ہے اور

(د) کامل درجہ کا ضعف اسلام پر وارد ہو گیا ہے اور

(ھ) وہ حقیقت نورانیہ جس کا نام علم ہے وہ دُنیا سے اُٹھ گئی ہے۔ اور جہل بڑھ گیا ہے اور شاءع ہو گیا ہے۔ اور

(و) فسق وفجور کا بازار گرم ہے۔ اور

(ز) بغض اور حسد اور عداوت پھیل گئی ہے۔ اور

(ح) مال کی محبت حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور

(ط) تحصیل اسبابِ معاش سے ہمتیں ہار گئیں ہیں۔ اور

(ی) دار الآخرت سے بکلی فراموشی ہو گئی ہے۔ اور کامل طور پر دُنیا کو اختیار کیا گیا ہے۔"

نوٹ از خاکسار مرتب۔ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے یہ ساری باتیں احادیث نبوی سے اخذ کی ہیں۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی اپنی شہرہ آفاق تالیف "تذکرہ" میں آثار قیامت اور زمانہ نزول مسیح سے متعلق نشانات کو ایک ایک کر کے گنوایا ہے۔ جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے ۔ اُس وقت (۱) اسلام پہلے کی طرح بے کس اور پردیسی ہو جائیگا۔ یعنی اسلام کے حقیقی حامل وداعی افراد کو بُرائیوں کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج کر کے اجنبی بنا دیا جائے گا۔ (۲) مسلمان قومی سطح پر دوسری قوموں کی گمراہیاں اختیار کریں گے۔ بقول مولانا آزاد اہل کتاب کی مغضوبیت اور عجمی ورومی اقوام کے مہلک اور گمراہ علوم وتمدن دونوں کی نقالی اور پوری پوری ریس ہو گی۔ (۳) صبح کو آدمی اچھا بھلا مومن ہو گا، شام کو کافر۔ یعنی ایمان میں ثبات واستقامت باقی نہ رہے گی۔ دوسری

حدیث میں ہے کہ رات کو آدمی مومن سوئے گا۔ صبح اُٹھے گا تو کفر میں مبتلا ہو جائے گا۔ ''یبیع دینہ'' اپنے دین کو دُنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔ (۴) دُنیا کی قومیں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے اکٹھی ہو جائیں گی۔ عرض کیا گیا۔ کہ کیا مسلمان اس وقت تھوڑے ہونگے حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں! مسلمان اس وقت بہت ہونگے۔ مگر ایسے ہو جائیں گے جیسے دریا کے بہاؤ پر کوڑا کرکٹ۔ جس طرف بہ رہا ہے بہہ جائے گا۔ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی۔ (۵) تمہارے دلوں میں ''وھن'' پیدا ہو جائیگا۔ کسی نے پوچھا: ''وھن'' کیا ہے؟ حضور نے فرمایا دُنیا کا عشق اور راہِ حق میں موت کو ناخوش جاننا اور اُس سے بھاگنا۔ (۶) مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح ٹوٹ پھوٹ کر تہتّر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ (۷) حاکم بدترین لوگ ہونگے۔ (۸) مالدار لوگ بخیل ہو جائیں گے۔ (۹) مسلمانوں کی حکومت عورتوں کے اختیار میں چلی جائے گی۔ اس کا ایک مفہوم تو عیاں ہے۔ (یاد رہے کہ جس زمانہ میں مولانا آزاد نے اس اعجازی نشان کیطرف اشارہ کیا تھا۔ اُس وقت کہیں بھی کوئی مسلم خاتون سربرائے مملکت نہ تھی۔ خاکسار مرتب) دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اُس وقت کے صاحبِ اقتدار لوگ عورتوں کے اشاروں پر ناچیں گے۔ (۱۰) مسلمان لڑکیاں مبتلائے فِسق اور مسلمان عورتیں سرکش ہو جائیں گی۔ مطلب یہ کہ مسلمان گھرانوں کے اندر زندگی خراب ہو جائے گی۔ (۱۱) لوگ میری سنّت کو چھوڑ کر اوروں کے طور طریقے اپنالیں گے۔ (۱۲) لوگ اپنے تئیں مسلمان سمجھیں گے لیکن اُن میں اسلام نہ ہوگا۔ قرآن پڑھیں گے مگر ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب نشانوں کو گنوانے کے بعد مولانا آزاد مرحوم لکھتے ہیں: ''ان ساری باتوں میں سے ایک ایک بات پوری ہو چکی۔۔۔ اب انتظار کرنے والوں کے لئے بجز انتظارِ غفلت کے اور کچھ باقی نہ رہا۔۔۔ پھر کس قدر عقل کے کورے اور بصیرت سے محروم ہیں، وہ بندگانِ غفلت جو اِن روایتوں کو پڑھکر سمجھتے ہیں کہ یہ کسی ایسے آنے والے زمانے کی نسبت ہیں جو قیامت سے چند برس پہلے دُنیا پر آئے گا۔ اور ابھی اس کی آمد کا ہم کو صدیوں انتظار کرنا چاہیئے۔ (تذکرہ۔ ص ۲۸۸ و ۲۹۰۔ ناشر ساہتیہ اکادمی دلّی)۔

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم زیر نظر کتاب کے صفحہ ۳۸۵ پر لکھتے ہیں:

۱۰) ''ابن ماجہ نے انس سے یہ حدیث بھی لکھی ہے، جس کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ کہ لَا مَھدی اِلَّا عِیسیٰ ابن مریم۔ یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں۔۔۔ یہ حدیث ضعیف ہے''۔۔۔ میں (یعنی حضرت مرزا صاحب۔ ناقل) کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے امامینِ حدیث (بخاری و مسلم) نے ان کو نہیں لیا۔ پھر صفحہ ۴۲۵ میں فرماتے ہیں کہ:

۱۱) اس بات پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسیٰ جب نازل ہوگا تو

(الف) امت محمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ اور فرماتے ہیں کہ قسطلانی نے بھی 'مواھب لدنیہ' میں یہی لکھا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ

(ب) وہ امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوّتِ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امّتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ ''وَمَآاَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ '' (نساء ۴: ۶۴)۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض کے لئے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں مُحدَّث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔۔۔ (بحث گزر چکی ہے۔ ناقل)۔۔ پھر مولوی صدیق حسن صاحب۔۔۔ لکھتے ہیں کہ

۱۳) عیسیٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو قرآن کے تمام احکام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے ان پر کھولے جائیں گے۔ یعنی وحی ان پر نازل ہوا کرے گی۔ مگر وہ حدیث کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔ کیونکہ وحی کے ذریعہ سے قرآن کی تفسیر ان پر نازل ہو جائے گی۔ جو حدیث سے مستغنی کر دے گی۔۔۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ عیسیٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو محض امتی ہوگا۔ ایک ذرّہ اُس میں نبوت یا رسالت نہیں ہوگی۔ پھر لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ وہ امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔۔۔ اور پھر صفحہ ۴۲۷ میں لکھتے ہیں کہ

۱۴) وہ وقت کے مجدد ہونگے۔ اور اس امت کے مجدّدوں میں سے شمار کئے جائیں گے۔ لیکن وہ امیر المومنین نہیں ہوں گے۔ کیونکہ خلیفہ تو قریش میں سے ہونا چاہیئے۔ مسیح ابن مریم کیوں کر ان کا حق لے سکتا ہے۔ اس لئے وہ خلافت کا کوئی بھی کام نہیں کرے گا۔ نہ جدال نہ قتال نہ سیاست بلکہ خلیفہ وقت کا تابع اور محکوموں کی طرح آئے گا۔ اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ

(الف) جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امّتی ہوگا۔ تو پھر باوجود اُمّتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں

ہو سکتا۔ کیوں کہ رسول اور اُمّتی کا مفہوم متبائین ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃِ نبوتِ محمدؐیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوتِ تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں مُحدَّث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین ﷺ کے وجود میں داخل ہے۔ جیسے جُز کُل میں داخل ہوتی ہے۔

(ب) جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے۔ اور وحی کے ذریعے سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے۔ تو پھر بہرحال یہ مجموعہ کلام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اگر کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تُو قرآن پر عمل کر۔ اور پھر وحی مدّت العمر تک منقطع ہو جائے گی۔ اور کبھی حضرت جبرائیل اُن پر نازل نہیں ہونگے۔۔۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جاوے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں۔ اور پھر چُپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوّت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی۔ اور وحیِ رسالت پھر سے نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحیَ نبوّت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہر گز نہیں آسکتا۔۔۔۔

(اب) اگر سلسلہ نزول جبرائیل اور کلام الٰہی کے اُترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلّی منقطع ہو گا۔ تو وہ قرآن شریف کو عربی زبان میں ہے کیونکر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے۔ اور کسی مُلّا سے قرآن شریف پڑھیں گے۔ اگر فرض کرلیں کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ تو پھر وہ بغیر وحیِ نبوّت کے تفصیلاتِ مسائلِ دینیہ مثلاً نماز ظہر کی سنّت جو اتنی رکعت ہیں۔ اور نماز مغرب کی نسبت جو اتنی رکعات ہیں۔ اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور نصاب کیا ہے۔ کیونکر قرآن شریف سے استنباط کر سکیں گے کیونکہ یہ تو ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔۔۔

پھر اسی کتاب 'آثارالقیامۃ' کے صفحہ ۴۲۷ میں لکھا ہے کہ

۱۵) ابن خلدون ۷۰۲؛ کا قول ہے کہ متصوّفین نے اپنے کشف سے یہ گمان کیا ہے کہ سن سات سو تینتالیس (۷۴۳ھ) میں خروج دجّال ہو گا۔۔۔ یہ کشف بھی صحیح نہ نکلا۔۔۔

نوٹ از خاکسار مرتب۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ کسی بزرگ کی کسی خاص کشفی یا الہامی پیشگوئی کا حرف بحرف ظاہر یا پورا نہ ہونا اس بزرگ کی بزرگی اور روحانی مرتبہ کو کم نہیں کرتی۔ اس کی قدر و منزلت حسب سابق بحال رہتی ہے۔

۱۶) پھر لکھتے ہیں کہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میری عمر کچھ لمبی ہو گی تو عیسیٰ بن مریم میرے وقت میں ظہور کرے گا۔ یعنی محمدؐ بن عبد اللہ مہدی کا درمیان میں ہونا ضروری نہیں۔ لیکن اگر میری عمر وفا نہ کرے تو جو شخص اس کو دیکھے۔ میری طرف سے "اس کو اَلسَّلامُ عَلَیکُم کہہ دے"۔ اس حدیث کو مسلم اور احمد نے بھی لکھا ہے۔۔۔

اور پھر صفحہ ۴۳۱ میں لکھتے ہیں۔

کہ

۱۷) احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ پر اُس کے نزول کے بعد رسولوں کی طرح وحی نبوّت نازل ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ یَقتُلُ عِیسیٰ الدَّجَّالَ عِندَبَاب لُدّا لشرقی فبینھُما ھم کذٰلک اذا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ بن مریم۔ یعنی جب عیسیٰ دجّال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ وحی لانے والا جبرائیل ہو گا۔ کیونکہ جبرائیل ہی پیغمبروں پر وحی لاتا ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے۔۔۔ اور جو اَمر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فَتَدَبّر۔۔۔ بعض بہت منفعل ہو کر جواب دیتے ہیں کہ اگرچہ درحقیقت یہ صریح خرابیاں ہیں۔ جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کریں درحقیقت اسی بات پر اجماع ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح "رسول اللہ" ہونے کی حالت میں نزول فرمائیں گے۔ اور چالیس برس حضرت جبرائیل علیہ السلام ان پر نازل ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ یہی مضمون حدیثوں سے بھی نکلتا ہے۔۔۔" (روحانی خزائن۔ جلد ۴۔ ص ۴۰۴ تا ۴۱۶)

نوٹ از خاکسار مرتب۔ دوسرے علماء کی طرح مولانا مودودی مرحوم نے بھی احادیث سے ایک "نزول" کا لفظ لے لیا ہے۔ اور ان تمام خدشات اور شکوک کو یکسر نظر انداز کر گئے ہیں۔ اور تو اور احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے نبی اللہ کا لفظ اور دجّال کے ساتھ جنت اور دوزخ کا ہونا، ان باتوں کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ اشارہ تک نہیں کرتے۔ رہی لفظِ "نزول" کی بات تو یہ بھی ان کے زیادہ کام نہیں آسکتا۔ کیونکہ ان کا اپنا اقرار ہے کہ قرآن پاک میں ایسا کچھ نہیں جس کی بنیاد پر یہ کہا جاسکے کہ

حضرت عیسیٰ واقعی بمع جسم عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے تھے ۔ یا یہ کہ انہوں نے طبعی موت پائی اور کہیں دفن ہیں (دیکھو تفہیم القران جلد ا۔ ص ۴۲۰)۔ جب صعود ہی ثابت نہیں رجعت کیسے ثابت ہو۔ پھر نزول کے لے یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز لازماً اوپر سے ہی نیچے اُترے۔ یہ لفظ مہمان پر بھی بول دیا جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ نے آسمان سے ہی اُترنا تھا، ظاہر ہے کہ اُترنے سے پہلے حضرت نبی کریم ﷺ سے باقاعدہ ملاقات اوراجازت کے بعد ہی اتریں گے ۔ ایسے میں ہم اُمتّیوں کا اُن کو نبی کریم ﷺ کا چودہ سو سال بلکہ اس سے بھی پرانا "سلام" پیش کرنا کچھ اٹپٹا اور بے معنی نہیں لگتا۔

۱۸) تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودھویں صدی میں اس کا ظہور معیّن کر گئے ہیں۔ اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر اُن کا زمانہ پاءو تو ہمارا السلام علیکم انہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رئیس اُلمحدثین بھی انہیں میں سے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۳۔ ص ۱۷۶)

مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم اپنی کتاب 'حجج الکرامہ' میں لکھتے ہیں کہ میں بلحاظ قرائن قویہ گمان کرتا ہوں کہ چودھویں صدی کے سر پر مہدی معہود کا ظہور ہو گا۔۔۔ اور صرف اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اپنی کتاب میں اپنی اولاد کو وصیّت بھی کرتا ہے کہ اگر میں مسیح موعود کا زمانہ نہ پاؤں تو تم میری طرف سے آنحضرت ﷺ کا السلام علیکم مسیح موعود کو پہنچادینا۔۔۔ (حضرت مرزا صاحب نے یہاں ایک حاشیہ رقم فرمایا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں کہ) آنحضرت ﷺ نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم پہنچایا ہے۔ یہ درحقیقت آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک پیشگوئی ہے۔ نہ عوام کی طرح ایک معمولی "سلام"۔ اور پیشگوئی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ۔۔۔ بشارت دیتے ہیں کی جسقدر مخالفین کی طرف سے فتنے اُٹھیں گے۔ اور کافر اور دجّال کہیں گے۔ اور عزت وجان کا ارادہ کریں گے اور قتل کے فتوے لکھیں گے۔ خُدا اُن سب باتوں میں اُن کو نامراد رکھے گا۔۔۔ اور ہر ایک ناکامی سے سلامتی صفحہ دُنیا میں محفوظ رہے گی۔ جیسا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیکُم کا مفہوم ہے۔" (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۴۳۔ جدید قادیان ایڈیشن)

۱۹) شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہو گا۔ اوراس کی پیدائش میں یہ نُدرت ہو گی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہو گی۔۔۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی۔ اوراسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب پہنچے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۴۰۔حاشیہ۔)

۲۰) علمائے اسلام کا یقینی طور پر یہی عقیدہ تھا کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گا۔۔۔ (چنانچہ) حافظ برخوردار سکنہ موضع چیٹی شیخان ضلع سیالکوٹ ۔۔ کاہندی شعر ہے ۔ ۔ ۔ پچھے اک ہزار دے گذرے تیری سے سال عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال ۔ترجمہ یہ ہے کہ جب سن ہجری سے تیرہ سو برس (۱۳۰۰) گذر جائیں گے۔ تو چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہو گا۔ جو کامل عدالت کرے گا۔ یعنی دکھادے گا کہ صراطِ مستقیم یہ ہے۔۔۔ حافظ صاحب مرحوم۔۔۔ عالم حدیث وفقہ ہیں۔ اور تمام پنجاب میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ اور پنجاب میں اپنے زمانہ میں اول درجہ کے فقیہہ مانے گئے ہیں۔ (ایضاً۔ ص ۵۴ و ۵۵۔ اور متعدد مثالیں ابتدائی اوراق میں درج ہیں۔ مرتب)

۲۱) آنحضرت ﷺ نے دجّال کا پتہ دینے کے لئے مشرق کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لفظ حدیث کے یہ ہیں کہ اَومَا اِلَی المَشرق (مسلم)۔۔۔ اور نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامۃ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ فتنۂ دجّالیہ کے لئے جو مشرق مقرر کیا گیا ہے "وہ ہندوستان ہے۔" اس لئے ماننا پڑا کہ انوارِ مسیحیہ کے ظہور کا مشرق بھی ہندوستان ہی ہے۔ کیونکہ جہاں بیمار ہو وہیں طبیب آنا چاہیئے۔" (ایضاً۔ ص ۷۶)

۲۲) (مہدی کے) گاؤں کا نام قدعہ (کدعہ) آیا ہے۔ جو قادیان کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اسی نام کا کوئی گاؤں ہو ۔ لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب میں ہے ۔ (ملفوظات جلد۔ ا۔ ص ۵۰) حدیث کے الفاظ یوں ہیں: یَخرُجُ المَھدِیُّ مِن قَریَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدِعَۃ (جواہر الاسرار۔ ص ۵۶۔ حجج الکرامۃ۔ ص ۳۶۲)

خلاصہ بحث

نزول مسیح برُوزی ہو گا۔۔(صوفیا کرام)

"اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی دوسرا مہدی نہیں، عیسیٰ ہی مہدی ہے ۔ اور وہی آئے گا اور کوئی نہیں ہو گا۔ اسی طرح اور بھی قول ہیں۔ اور اسی طرح کے مسیح کے نزول میں بھی اختلاف ہے۔ پس قرآن گواہی دیتا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان سے نازل ہونگے اور وہ زندہ ہیں مرے نہیں۔ اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ وہ درحقیقت مر گیا ہے ، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔ اور قول کی مخالفت وہی کرے گا جو حق کے مقابل پر ناحق جھگڑتا ہے۔ اور جو لوگ اس کی موت کے قائل ہیں اُن میں سے بعض کہتے ہیں کہ مسیح کا نزول بطور برُوز کے ہو گا ۔ اور معتزلہ

اور اکابر صوفیا کا یہی مذہب ہے۔ اور جو لوگ نزولِ آسمانی کے قائل ہیں۔ اُن میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ دمشق;۲۰۷ ; کے منارہ کے پاس نازل ہو گا اور بعض اس کی فرودگاہ لشکرِ اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک وہ جو دجّال کے ظہور کی جگہ ہے۔ اور بعض مکّہ;۲۰۷ ;معظمہ اور بعض بیت المقدس اور بعض اور اور جگہیں اُس کے نزول کی قرار دیتے ہیں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ص ۱۴۶ تا ۱۴۷۔ ترجمہ از عربی)

امام مہدی کے بارے میں مزید بحث

۱) بعض کم سمجھ لوگ جو کتاب اللہ اور حدیثِ نبوی میں تدبّر نہیں کرتے۔ وہ میرے مہدی ہونے کو سُن کر یہ کہا کرتے ہیں کہ مہدی موعود تو سادات میں سے ہو گا۔ سو یاد رہے کہ باوجود اس قدر جوش مخالفت کے اُن کو احادیث نبوّیہ پر بھی عبور نہیں۔ مہدی کی نسبت احادیث میں چار قول ہیں:

(الف) ایک یہ کہ مہدی سادات میں سے ہو گا۔

(ب) دوسرے یہ کہ قریش میں سے ہو گا۔ سادات ہوں یا نہ ہوں۔

(د) تیسرے یہ حدیث ہے کہ رَجُلٌ مِن اُمَّتِی۔ یعنی مہدی میری اُمّت میں سے ایک مرد ہے۔ خواہ کوئی ہو۔

(ھ) چوتھے یہ حدیث کہ لَامَھْدِیَّ اِلَّا عِیسیٰ۔ یعنی بجُز عیسیٰ کے اور کوئی مہدی نہیں ہو گا۔ وہی مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئے گا۔

اسی آخری قول کے مصدق وہ اقوالِ محدثین ہیں۔ جن میں یہ بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں، بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے۔ کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں (دیکھو نواب صدیق حسن خان صاحب کی 'حجج الکرامۃ' ص ۳۶۵)۔ مگر عیسیٰ کا مہدی (یعنی ہدایت یافتہ) ہونا، بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہل حدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی نزاع کے مسلّم ہے۔ پس میں وہی مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں جو عیسیٰ بھی کہلاتا ہے۔ اور اس مہدی کے لئے شرط نہیں کہ حسنی یا حُسینی یا ہاشمی ہو۔" (روحانی خزائن۔ جلد ۲۳۔ ص ۲ حاشیہ)

۲) کنز العمال۔۔۔ میں مہدی اور دجّال کی نسبت ۸۵ حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی یُوں خونریزی کرے گا۔ اور یُوں خلق اللہ کے خون سے روئے زمین کو رنگین کرے گا۔ خدا جانے اُن لوگوں کو، جو اِن احادیث کے وضّاع تھے، سفاکی کی کس قدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کتنی بھوک تھی۔ اور اس وقت عقلیں کس قدر موٹی اور سطحی ہو گئی تھیں۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں نہ آئی کہ اصول تبلیغ اور ماموریت کے قطعاً خلاف ہے، کہ کوئی مامور آتے ہیں بلا اتمام حُجّت کے تیغ زنی شروع کر دے۔ تعجّب کی بات ہے۔ کہ ایک طرف تو آخری زمانہ کو حضرت خیر الانام رسول کریم ﷺ کے زمانہ سے اتنا دُور قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جتنا بُعد زمانہ نبوّت سے ہو گا اتنی ہی غفلت اور کسل اور اعراض عن اللہ کا مرض شدید ہو گا۔ بایں ہمہ آخری زمانہ کا مُصلح اور مامور ایسا شخص قرار دیا ہے۔ جو آتے ہی تلوار سے کام لے اور اتمام حجّت کا ایک بھی لفظ مُنہ پر نہ لائے۔ وہ مُصلح ہی کیا ہوا۔ وہ خونریز مُفسد ہوا۔ افسوس آتا ہے۔ کہ اس قدر تناقضات کا مجموعہ وہ حدیثیں ہیں۔ کہ اس سے زیادہ ہفوات اور لغویات میں بھی تناقض ممکن نہیں۔ مگر ان لوگوں کی دانشیں اُنکی بیہودگی کی تہ تک نہ جاسکیں۔ میں ان حدیثوں کو پڑھ کر کانپ اُٹھا۔ اور دل میں گزرا، اور بڑے دَرد کے ساتھ گزرا کہ اگر اب خدا تعالیٰ (امت مسلمہ کی) خبر نہ لیتا، اور یہ سلسلہ قائم نہ کرتا۔ جس نے (دین کی) اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اُٹھایا ہے۔ تو یہ مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بے شمار مخلوق کو مرتد کر دیتا۔ ان حدیثوں نے اسلام کی بیخ کنی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھ دی ہوئی ہے۔۔۔ اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا۔ اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان واعتقاد ہوتے، تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی اصلاح ہے۔ حالت تو یہ ہے کہ بُعد زمانہ ہی بجائے خود بہت قابل رحم حالت ہوتی ہے۔ اور اُس پر تو اس وقت ہزاروں فتنے اور آفتیں بھی ہونگی۔ پھر قتال سے کیا فائدہ (لگتا ہے کہ مہدی کی یہ حدیثیں) سلطنت کے خیال سے وضع کی گئی تھیں۔" (ملفوظات جلد ۲ ص ۱۲۱ تا ۱۲۳)

ایک عجیب ابتلاء

علمائے ظواہر متفقہ طور مسیح و مہدی کی تکذیب اور تکفیر کریں گے

۱) مولوی صدیق حسن خان بھوپالی نے اپنی فارسی کتابوں 'حجج الکرامۃ' وغیرہ میں (امام عبد الوہاب شعرانی اور دوسرے اکابر متقدمین کی مبسوط کتابوں سے) بطور اختصار لکھا ہے کہ مہدی موعود کی۔۔۔ علماء تکفیر کریں گے۔ اور اس کا نام کافر اور دجّال اور بے ایمان رکھیں گے۔ اور تمام مل کر اس کی تکذیب کریں گے۔ اور اس کی تحقیر اور سب و شتم کے لئے کمر باندھیں گے۔ اور اس کی نسبت نہایت کینہ پیدا کریں گے۔ اور اس کو ملحد

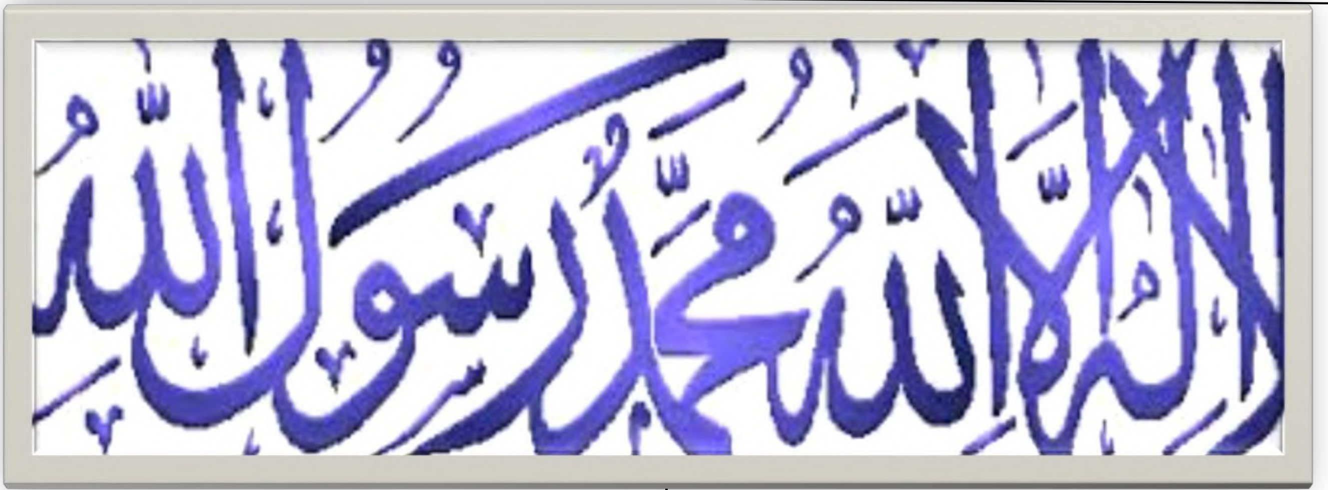

اور مُرتد خیال کریں گے۔ اور اس کی نسبت مشہور کریں گے کہ یہ تو اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ یہ مہدی کیسا ہے۔ اور لعنت اور کافر کافر کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھیں گے۔ اور اس کو اُس زمانہ کے مولوی ہرگز قبول نہ کریں گے۔ مگر آخری دنوں میں جب اُسکی حقیقت کُھل جائے گی۔ محض نفاق سے مان لیں گے دل سے نہیں۔ اور مہدی کو قبول کرنے والے اکثر عوام یا گوشہ نشین یا پاک دل فقراء ہوں گے۔ جو اپنے صحیح مکاشفات سے اس کو شناخت کرلیں گے۔ مگر مولویوں کو بجز اس کے اور کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ کہ اس کو بے دین اور کافر اور دجّال کہیں گے۔ اور اس وقت کے مولوی اُن سب سے بدتر ہونگے جو زمین پر رہتے ہیں۔ ان کی زیرکی اور فراست جاتی رہے گی۔ وہ عمیق باتوں کو سُن کر فی الفور انکار کردیں گے۔ کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقائد کے مخالف ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات۔ جلد ۲۔ ص ۱۱۸)

۲) "(ایک بار مجھے الہام ہوا تھا۔ کہ کوئی شخص میری طرف اشارہ کرکے کہتا ہے هٰذَا الرَّجُلُ يُجِيحُ الدِّينَ۔ یہ شخص دین کی جڑھ اُکھاڑتا ہے۔ میں خوش ہوا کیونکہ آثار میں ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ مسیح اور مہدی کی نسبت ایسے ہی فتوے دیئے جائیں گے۔ حجج الکرامۃ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ابن عربی نے لکھا ہے کہ جب مسیح نازل ہوگا تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا۔ اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ غَيَّرَ دِينَنَا (یعنی اس شخص نے ہمارے دین کو بدل دیا ہے۔ مرتب)"۔ (ملفوظات۔ جلد ۳ ص ۷۲)

۳) "حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ مسیح (موعود) اپنے دعاوی اور معارف کو قرآن سے استنباط کرے گا۔ یعنی قرآن اس کی سچائی کی گواہی دے گا۔ اور علمائے وقت بعض حدیثوں کو پیش نظر رکھ کر اس کی تکذیب کریں گے۔ اور مکتوباتِ امام ربّانی میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دُنیا میں آئے گا تو علمائے وقت بمقابلہ اس کے آمادہ مخالفت ہو جائیں گے۔ کیوں کہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا۔ وہ اکثر دقیق اور غامض ہونگی۔ اور بوجہ دِقّت اور غموضِ ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئیں گی۔ حالانکہ حقیقت میں برخلاف نہیں ہوں گی۔ دیکھو ص ۱۰۷ مکتوبات امام ربّانی مطبع احمدی دہلی۔" (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۲۶ حاشیہ)

علمائے کرام سے ایک طبعی سوال

اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ مسیح حدیثوں کے مطابق آسمان سے اترے گا۔ اور مہدی کے لئے سچ مُچ آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفۃ اللہ ہے۔ تو اتنے بڑے معجزات دیکھنے کے بعد یہاں تک کہ آسمانی فرشتے اُترتے دیکھ کر، پھر کیا وجہ ہوگی کہ اُن کو کافر ٹھہرائیں گے بالخصوص جبکہ وہ آسمان سے اُتر کر ان لوگوں کی تمام حدیثیں قبول کرلیں گے۔ تو پھر کوئی وجہ تکفیر کی نہیں معلوم ہوتی۔۔۔ اب اس سوال کا جواب دینا ان مولوی صاحبوں کا حق ہے۔ کہ جب مہدی اور مسیح ان کے قرارداده نشانوں کے موافق آئیں گے۔ یعنی ایک تو دیکھتے دیکھتے آسمان سے مع فرشتوں کے اُترے گا۔ اور دوسرے کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔ اور ایک دم میں مشرق مغرب میں آواز پھر جائے گی۔۔۔ تو پھر اس قدر بڑا معجزہ دیکھنے کے بعد جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی ظہور میں نہیں آیا۔ کیوں ان دونوں معجز نما بزرگوں کو کافر کہیں گے" (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۷۰)

(فہرست مضامین)

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

شاہد عزیز

بہت سے دوست پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں ضروری ہے کہ ہم جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوں۔ جواب میں آپ کی خدمت میں ایک مختصر موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کرلیں۔

۱:- ختم نبوت ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا، وہ کوئی پرانا نبی ہو یا ایک نیا نبی۔ جواب میں پُرانے نبی کو اُتارنے والے کہتے ہیں کہ ایک نیا نبی نہیں ایک پُرانا نبی اپنی نبوت کھو کر آئے گا لیکن قرآن وحدیث سے اِس کی کوئی سند یا مثال پیش نہیں کرتے کہ ایک نبی دوسرے کا پیرو ہو سکتا ہے۔

۲:- قرآن مکمل ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن ایک مکمل کتاب ہے اور وہ تمام وحی جو حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی وہ اِس میں موجود ہے۔ غیر از جماعت احباب شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کی سزا کے ثبوت میں آیت رجم پیش کہتے ہیں اور کہتے ہیں جس مسودے میں یہ آیت تھی اُس کو ایک بکری کھا گئی۔ اسلئے کہ اِس آیت کی تلاوت منسوخ تھی لیکن حکم منسوخ نہیں ہوا۔ اگر ایک عیسائی آپ کو یہی دلیل قرآن کے نامکمل ہونے کے ثبوت میں پیش کرئے تو وہ قابلِ گردن زدنی کہلائے گا۔ عجیب بات ہے کہ ایک بکری کو علم تھا کہ کونسی آیت کھانی ہے اسلئے کہ اِس کی تلاوت منسوخ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ کو یہ خبر نہ دی!

۳:- قرآن کی تعلیم بااصول اور یک رنگ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کی کوئی بھی آیت منسوخ نہیں اور ہر آیت کا حکم اب بھی نافذ العمل ہے۔ اگر ہمیں آیات میں کوئی تضاد محسوس ہوتا ہے تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ اِس کا حل یہ نہیں کہ امام ابن کثیرؒ کی طرح یہ کہا جائے کہ قرآن کی ۵۱۲ آیات منسوخ ہیں۔ یہ چیزیں اب مغرب میں بچے بچے کو معلوم ہیں۔ امریکہ میں ایک چھوٹی سے جگہ ہے جس کا نام ہے فلمور کاؤنٹی۔ اُس کے اخبار میں ایک صاحب نے مضمون لکھا جس میں اُنہوں نے امریکنوں کو خبردار کیا کہ جب مسلمان امن اور صلح کی آیات پیش کریں تو دھوکہ نہ کھانا اس لئے کہ یہ تمام آیات منسوخ ہیں۔

۴:- حضرت نبی کریمؐ نے تمام امہات المومنین سے اُن کی بلوغت میں نکاح کیا تھا۔ ہم اِس بات کو سختی سے رد کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریمؐ نے

-حضرت عائشہ کو جب بیوی بنایا تو حضرت عائشہ کی عمر ۹ سال تھی۔ ہماری جماعت نے ثابت کیا ہے کہ وہ کم از کم ۱۸ سال کی تھیں بلکہ کچھ تحقیق تو کہتی ہے کہ وہ ۲۱ سال کی تھیں۔

-یا یہ کہ حضرت نبی کریمؐ نے ماریہ قطبیہ کو بغیر نکاح زوجیت میں لیا۔ مولانا مودودی اپنی تفسیر میں صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریمؐ نے حضرت ماریہ سے نکاح نہیں کیا تھا اور اُن کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے۔

-یا یہ کہ طلاق کے بعد حضرت زینب بغیر عدت پوری کئے اور بغیر نکاح کے حضرت نبی کریمؐ کے ساتھ بطور زوجہ رہنے لگیں۔ انگریزی کی جس کتاب میں یہ لکھا ہے وہ ایک مسلمان کی لکھی ہوئی ہے اور اُس کو صدر پاکستان نے حضرت نبی کریمؐ کی زندگی پر بہترین کتاب قرار دے کر دس ہزار ڈالر انعام دیا!!

اصل توہین رسالت اِس طرح کے عقائد کا پرچار ہے جن کو لے کر غیر مسلم آنحضرتؐ پر کیچڑ اُچھالتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ یہ عقائد رکھنے والے توہینِ رسالت نہیں کر رہے لیکن اگر کوئی غیر مسلم اِن چیزوں کو دھرائے تو توہینِ رسالت ہو جاتی ہے۔

۵:- عورتوں کے حقوق۔ غیر از جماعت احباب کہتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے کہ بیوی پر خاوند کا ہر حکم ماننا لازمی ہے اور بیوی اگر خاوند کا حکم نہیں مانتی تو خاوند بیوی کی پٹائی بھی کر سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور اِن دونوں عقائد کو رَد کرتی ہے۔ غیر مشروط اطاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ ایک انسان، چاہے اُس کا کتنا بھی بڑا رتبہ ہو آپ اُس سے اختلافِ رائے کر سکتے ہیں۔ جنگ بدر، جنگ اُحد، صلح حدیبیہ، حضرت زینب کی طلاق صرف اُن واقعات کی چند مثالیں جب صحابہ نے حضرت نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کیا یہ آپ کی رائے ہے یا خدا تعالیٰ کا حکم۔ اور حضورؐ کے حکم سے اختلاف بھی کیا۔ تو ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ بیوی شوہر کو سوال نہ کر سکے۔ اور پھر یہ کہ خاوند بیوی کو حکم عدولی پر مار بھی سکتا ہے! نبی کریمؐ اور امہات المومنین کے درمیان بھی اختلافات ہوئے، کیا آپ کبھی کسی بیوی کو مارا؟

جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہونا اس لئے ضروری ہے کہ آپ اسلام کی تبلیغ اور حضرت نبی کریمؐ کا دفاع صرف اور صرف اُسی وقت کر سکتے ہیں جب آپ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد رکھتے ہوں۔ اور یہ عقائد ہم تک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا سے ہدایت پا کر ہم تک پہنچائے۔ (فہرست مضامین)